شؤن علمیہ

ڈکٹیٹر شپ کی درس گاہ

جرمنی نے مخصوص رجحانات ومعتقدات کے معیار پر نوجوانوں کی ایک ایسی جماعت کی تشکیل و تربیت کی ضرورت محسوس کی جس سے نازی فرقوں اور نازی مقاصد کی نگرانی اور حمایت کرنے والے لیڈر اور ڈکٹیٹر پیدا ہوسکیں۔ اس ضرورت کا احساس جرمنی کو اس وقت ہوا جب اس نے دیکھا کہ موجودہ جرمنی ایسے معتقدات و رجحانات کے ماحول میں نشو ونما پارہا ہے جو عقیدۂ نازیت کے لیے غیر مناسب ہی نہیں بلکہ متضاد ہے۔ چنانچہ جرمنی میں ایسے لیڈر مفقود ہیں جو اس نوخیز جرمنی کی لیڈری کرسکیں۔ لہذا اس مقصد کی تکمیل کے لیے اس نے "ایوان نظم" کے نام سے چار درسگاہیں قائم کیں اور ہر درس گاہ کے لیے ایک ایسا نصاب تعلیم وتربیت تجویز کیا جو جرمنی میں زندگی بسر کرنے کے لیے مختلف شعبوں میں سے کسی ایک شعبہ کا نگران اور مربی ہے۔

اُمیدوار ہر اسکول میں ایک سال رہتا ہے جب وہ ان چاروں سکولوں سے فارغ ہوکر نکلتا ہے تو زندگی کے تمام شعبوں اور حیاۃ ملی کے تمام گوشوں سے باخبر اور اس کو منظم بنانے پر پورے طور سے قادر ہوتا ہے۔

یہ درس گاہیں جرمنی کے بہترین دل و دماغ کے مالک اور سیادت وقیادت کے لیے سب سے زیادہ موزوں نوجوانوں میں سے اُمیدوار انتخاب کرتی ہیں۔ یہ طلبہ صرف فرسٹ اور سکنڈ کلاس کے ہوتے ہیں۔ اس لیے کہ وہ "اڈولف ہٹلر" کے اسکولوں سے انتخاب کیے جاتے ہیں جن کے طلبہ تمام مدارس

مکاتب کے طلبہ سے روشن خیال اور تیز فہم ہوتے ہیں۔

"ایوان نظم" میں سب سے پہلے نفس کو محنت و مشقت کا عادی بنانے، دشوار اور کٹھن کاموں میں مشغول اور راحت و آرام سے دور رہنے کی تربیت پر زور دیا جاتا ہے چنانچہ داخلہ کی ایک شرط یہ ہی کہ اُمیدوار کے لیے داخلہ سے پہلے شادی شدہ ہونا یا اثنا تعلیم میں شادی کرنا ضروری ہے اور تعلیم کے یہ چار سال اہل و عیال اور گھر بار سے علیٰحدہ رہ کر بسر کرنے ہونگے، اور بجز چھوٹی چھوٹی چھٹیوں اور رسمی تہواروں کے اور کسی زمانہ میں گھر نہیں جا سکتے، اور پھر وہ ایک ایسے نازک ترین اخلاقی اور صحی معیار پر زندگی بسر کرتے ہیں جو اُن کو شباب کی دست اندازیوں اور جوانی کی غلط کاریوں سے پورے طور پر روکتا ہے

اسی طرح "ایوانِ نظم" اپنے طلبہ کو دشوار ترین جسمانی ورزشوں اور خوفناک ترین کھیلوں کا عادی بناتا ہے۔ چنانچہ ہر طالب علم کے لیے ضروری ہے کہ ہوا بازی میں مہارت پیدا کرے اور پہلی دفعہ جب ہوائی جہاز پر سوار ہو تو براشوت (ہوائی جہاز سے اُترنے کی چھتریوں) کے ذریعہ اپنے آپ کو پرواز کے وقت جہاز سے نیچے گرا دے۔

اسی طرح ہر طالب علم کے لیے لازم ہے کہ تیس ہاتھ کی بلندی سے پانی کے گہرے تالاب میں خود کو گرائے، اگرچہ تیرنا نہ جانتا ہو، تاکہ ہولناک اور اچانک پیش آنے والے خطرات سے مقابلہ کرنے کی ہمت اور عادت پیدا ہو۔ اسی طرح اور تمام سخت اور دشوار ورزشوں کی مشق مثلاً پہاڑ کی سیدھی اور سپاٹ سطح پر چڑھنا، برف کی چٹانوں سے پھسلنا، سرکش گھوڑوں پر سواری کرنا، دست بدست جنگ کرنا وغیرہ، تمام دشوار کاموں کی مشق بھی ہر طالب علم کے لیے ضروری ہے۔

فکری اور ذہنی تربیت کے سلسلہ میں ان مدارس کی تمام تر کوشش اس پر صرف ہوتی ہی کہ جنسی اور نسلی امتیاز کا عقیدہ اس قدر مستحکم طریق پر طلبہ کے ذہن نشین کرا دیا جائے کہ وہ اس بات پر حقیقۃً ایمان لے آئیں کہ نسل انسانی کے مختلف طبقات و درجات میں سب سے اعلیٰ و ارفع درجہ

پر جرمن قوم قابض ہے اور سب سے پست اور ذلیل درجہ میں پڑے ہیں۔

اسی طرح وہ تاریخ جرمنی کا صرف وہی حصہ پڑھاتے ہیں جس میں نازی تحریک کی شاندار ترقیات کی عظمت اور نازی لیڈروں کے احترام پر پورا زور دیا گیا ہے۔ باقی ادب و فلسفہ اور اجنبی زبانوں کی تعلیم کا تو ان مدارس کے کورس میں نام و نشان ہی نہیں" ایوان نظم" کی تعلیم و تربیت کا مطمح نظر اور غایت مقصود صرف تین چیزیں ہیں۔

۱۔ ایسے بدن پیدا کرنے جن کو بڑی سے بڑی مشقت سخت سے سخت محنت کمزور، سست اور درماندہ نہ بنا سکے۔

۲۔ ایسے اذہان و افکار پیدا کرنے جو سیاسی اور نسلی نازی نظریات و معتقدات پر ناقابلِ زوال، ایمان راسخ رکھتے ہوں۔

۳۔ ایسے لیڈروں اور ڈکٹیٹروں کی ایک جماعت پیدا کرنا جو لاینحل سیاسی عقدوں اور دشواریوں کو طبعی رجحانات نسلی احساسات اور مخصوص جذبات و معتقدات کے ذریعہ عقل و خرد، نظر و فکر سے دور رکھ کر حل کر سکیں۔

گویا "ایوانِ نظم" اس جماعت کو ایسے حربی اور جارحانہ سانچوں میں ڈھالنا چاہتا ہے جن میں سے وہ انتہا درجہ سخت، جفاکش اور طاقتور ہو کر نکلیں، اور ایک ایسی نسلی اور سیاسی ذہنیت ان میں پیدا کرنا چاہتا ہے جو عقل و خرد اور صواب اندیشی و دور اندیشی جس کی رہنمائی میں عموماً انسان زندگی بسر کرتا ہے، کا استیصال کر کے اس کی جگہ لے لے۔

ایوانِ نظم کے طلبہ کا یومیہ پروگرام یہ ہے۔

۶ بجے صبح بیدار ہونا، اور صبح کی ورزش کرنا۔ ۶½ بجے غسل کرنا اور لباس بدلنا۔ ۷ بجے فوجی پریڈ، جھنڈے کی سلامی، ناشتہ۔ ۸ بجے سے ۱۰½ بجے تک اجتماعی کام۔ ۱۱ بجے علمی مباحثہ

مذاکرہ - ۱۲ ½ بجے فوجی پریڈ کھانا - ۳ بجے ورزشی کھیل - ۵ بجے سے ۷ بجے تک فوجی پریڈ، شام ۱۰ بجے شب، سونا -

نازی جماعت کا مقصد ان درس گاہوں سے یہ ہے کہ وہ جرمن قوم میں ایسی جماعت پیدا کردیں جوان اجتماعی ووطنی معتقدات پر کامل ایمان رکھتی ہو اور جو افراد واشخاص کو قوم ووطن اور حکومت وسلطنت کی سرفروشانہ خدمت واطاعت پر آمادہ بنانے کی پوری قدرت رکھتے ہیں۔

"شخصی آزادی" کے نظریہ کے وہ قائل نہیں وہ اس عقیدۂ حریت شخصیہ کو قومی افتراق وانتشار اور لامرکزیت وبے نظمی کا سبب سمجھتے ہیں۔ اسی طرح وہ "نظام جمہوریت" کے نظریہ کو بھی ناقابل التفات اور بیش قیمت اوقاتِ عمل اور قوی حکومت کے لیے تباہ کن، خیال کرتے ہیں - ان کا ایمان اس پر ہے کہ قوم کے ایک فرد کی شخصی طور پر کوئی قیمت نہیں، اور اگر وہ خدمت قوم ووطن کے لیے ایک آلہ کار کی حیثیت سے کارآمد نہیں، تو وہ جسد قومی کا ایک بیکار عضو ہے جس کو کاٹ دینا چاہیے۔

قوم وجماعت ہی حکومت وسلطنت کے لیے اساس وستون ہے لہٰذا اُس کا فرض ہے کہ وہ نظام حکومت کو چلانے اور کامیاب بنانے کی ذمہ دار بنے اور حکومت کے لائق فرزند پیدا کرنے پر اپنی تمام توجہ صرف کرے۔

جماعت کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ ایک ایسی متحد الاصل قوم کی تخلیق کا بیڑا اُٹھائے جو اپنی اجتماعیت، اتحادِ عمل اور تدبیر کار میں شہد کی مکھی کے چھتے کے مشابہ ہو - افراد میں باہم کوئی امتیاز نہ ہو خواہ خاندان وپیدائش یا دولت وثروت اور تعلیم وتربیت کے اعتبار سے ان میں کتنا ہی تفاوت ہو، بلکہ سب کے سب حکومت کی خدمت اور اس کے منافع سے بہرہ مند ہونے میں برابر ہوں۔

جرمنی کا ہر بچہ دس برس کی عمر کے بعد "ہٹلری نوجوانوں" کے گروپ میں داخل ہو جاتا ہے۔ پھر وہاں سے "عسکری اعمال" کے کیمپ میں منتقل ہوتا ہے، پھر وہاں سے ترقی کرکے "فوجی دستوں" میں شامل کر لیا جاتا ہے

اور پھر آخر میں کسی نازی پارٹی کے جھنڈے کے نیچے آکر قومی وملکی خدمات انجام دیتا ہے۔

ہر جرمن کا فرض ہے کہ افراد کی شخصیتوں کی تکوین میں کوشش نہ کرے اور بقول نیٹشے قومی عمارت کا ایک وزنی پتھر یا وطنی گلہ کی ایک کار آمد بھیڑ بن جائے" اس طریق کار سے ایک قابل تقلید جماعت کی تشکیل عمل میں آجائیگی جس کی قیادت وسیادت ایک ایسی جماعت کریگی جس کا امتیازی نشان صرف طہارتِ فطرت اور اصالتِ سرشت، قوتِ بدن اور لطافت روح میں منحصر ہوگا یہی جرمنی "ایوانِ نظم" کا مقصد اہم ہے۔ (فرانس کے ایک مشہور مقالہ نگار کے قلم سے۔ بحوالہ "الہلال" مصر۔ مارچ ۱۹۳۹ء)

گائے اور ہندوستان

"الہلال" مصر نے اپنی تازہ اشاعت میں گائے پر ایک مفید مضمون شائع کیا ہے گائے کا تعلق ہندوستان کے ساتھ ایک خاص قسم کا ہے اسی لیے ہم ذیل میں اس کا ترجمہ پیش کرتے ہیں۔

کل روئے زمین پر تقریباً انتیس کرور گائیں ہیں جن میں سے بائیس کروڑ پچاس لاکھ صرف ہندوستان میں ہیں جو ہندوستان کی پیداوار میں برابر کی حصہ دار ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہندوستان میں نہ انسان ہی اپنا پیٹ بھر سکتا ہے اور نہ گائے ہی۔ خواہ مخواہ یہ فرض کر رکھا ہے کہ ہندوستان نے چونکہ گائے کو پرستش کے مقام رفیع تک پہنچا یا ہے اس لیے یہاں گائے کی افزائش نسل تمام ملکوں سے زیادہ ہے (حالانکہ گائے کی تقدیس کا یہ مذہبی عقیدہ در اصل اقتصادی بہبودی پر مبنی ہے) اور واقعہ یہ ہے کہ ہندوستان کی گائے تمام دنیا سے زیادہ قلیل النسل اور اُس کے باشندے تمام دنیا کی قوموں سے کم دودھ استعمال کرتے ہیں اور اس کا راز یہ ہے کہ یہ لاکھوں گائیں جن کے لیے ہندوستان کی زمین پر پیٹ بھر چارہ بھی نہیں ملتا، انتہا درجہ دُبلی اور لاغر ہیں۔ ان میں سے اکثر لاغری کی وجہ سے نہ افزائش نسل کے قابل ہوتی ہیں اور نہ کسی اور کام کے۔ اگر ہندوستانی ان لاغر گایوں کی پرورش سے دستکش ہوجائیں اور افزائش نسل سے انہیں محروم کردیں تو وہ اپنے ملک کو افلاس کی مصیبت سے بچاسکینگے۔

اگر ہندوستان کی جگہ کوئی دوسرا ملک ہوتا اور اُس کے اقتصادی راستہ میں اس قسم کی دشواری پیش آتی تو وہ پہلی فرصت میں ان ناکارہ گایوں کو بلا تردد ذبح کر ڈالتا، ان کے گوشت سے فائدہ بھی اٹھاتا اور اس تنازع للبقا کی کشمکش رزق سے بھی نجات حاصل کرتا۔ مگر ہندوستان میں ہندو تو گوشت کھانے کو قطعاً حرام ہی سمجھتے ہیں صرف مسلمان اور یورپین گائے کا گوشت کھاتے ہیں۔ سو اول تو ان کی تعداد ہندوؤں کے مقابلہ میں بہت کم ہے۔ دوسرے یہاں گوشت زیادہ مرغوب بھی نہیں ہے۔

اس پر طرفہ یہ کہ ہندو قوم مسلمانوں اور عیسائیوں کو ذبح بقر سے روکتی ہے، اور اُن کے لیے بڑے بڑے گئوشالے اور پنجراپول بنائے گئے ہیں جن میں بوڑھی اور دُبلی گائیں رکھی جاتی ہیں، ان کو انسانوں کے بچوں کی طرح پالا جاتا ہے، بالآخر وہ مرجاتی ہیں اور انکی مردہ نعشوں سے کتوں، بھیڑیوں اور گدھوں کی تواضع کی جاتی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ بعض ہندوستانی گائے بہترین نسل کی ہوتی ہیں حتیٰ کہ امریکہ اور فلپائن وغیرہ ممالک میں گائے کی نسل کو بہتر بنانے کے لیے لوگ انہیں لیجاتے ہیں، مگر گائے کی کثرت اور بہتات ہندوستان میں اس قدر ہے کہ اُس کے ہوتے ہوئے ان اچھی نسل کی گایوں کے لیے کافی چارہ اور غذا کا میسر آنا دشوار ہے۔ اس لحاظ سے دوسرے ملکوں کی گائے بہتر اور کثیر المنفعت ہوتی ہے۔ دوسرے ممالک گائے سے جس قدر منافع اور فوائد حاصل کرتے ہیں اُن سے ہندوستانی محروم ہیں۔

ہندوستان کی گائے کا نشوونما بہت سُست ہے، چوتھے پانچویں سال سے پہلے بچہ نہیں دیتی حالانکہ دوسرے ممالک کی گائے دوسرے تیسرے سال ہی بچہ دیدیتی ہے، اُس کے دودھ میں مکھن بھی زیادہ ہوتا ہے معمولی گائے کے دودھ سے سال بھر میں پانچ چھ سو پونڈ مکھن نکلتا ہے

حقیقت یہ ہے کہ گائے دنیا کے تمام ملکوں کے واسطے باعثِ خیر و برکت اور نفع رساں مخلوق ہے مگر ہندوستان کے لیے ایک مصیبت کبریٰ اور سامانِ ادبار ہے۔ اگر ہندوستان میں یہ مصیبت نہ ہوتی تو وہ ایک بہت بڑی دولت محفوظ کر سکتا جو آج بالکل برباد اور ضائع ہو رہی ہے۔ اور اس سرمایہ سے اُن ضروریات زندگی میں مدد لیتا جو سرمایہ نہ ہونے کی وجہ سے برباد ہو رہی ہیں۔